Al-SHARQ
***Vol: 05, Isue:01, Jan-June 2024,* pp:22-30**

OPEN ACCESS
Al-SHARQ
ISSN (Online): 2710-2475
ISSN (Print): 2710-3692
www.alsharqjr.com

احادیث کے لئے محدثین کے وضع کردہ اصولوں کی اطلاقی حیثیت

THE IMPLEMENTATION OF METHODOLOGICAL PRINCIPLES BY HADITH SCHOLARS: AN APPLIED PERSPECTIVE

Hassan Daoud
M.Phil Scholar, Department of Islamic and Religious Studies, Hazara University Manshera.

Abdul Wahid
M.Phil Scholar, Department of Islamic and Religious Studies, Hazara University Manshera.

Mushtaq ur Rehman
M.Phil Scholar, Department of Islamic and Religious Studies, Hazara University Manshera.

Submission: 15-02-2024 *Accepted: 15-03-2024* *Published:30-06-2024*

Abstract

The principles and rules set by the scholars of hadith (muhaddithin) to understand the sayings of the Prophet Muhammad (peace be upon him) are critical to the science of hadith. These principles and rules were established to ensure the accurate transmission and comprehension of the Prophet's teachings, which are a collective inheritance of the entire Muslim community. Each individual in the community has the responsibility to understand and convey the sayings of the Prophet (peace be upon him), but it is especially the duty of the muhaddithin to uphold this responsibility.When these principles were being formulated, there were indeed differences of opinion among the various scholars and imams who contributed to their development. This indicates that these principles are not absolute and that there was room for disagreement and scholarly ijtihad (independent reasoning).

The presence of differing opinions among the scholars demonstrates that the principles of hadith were strengthened through debate and refinement, rather than weakened.In contemporary times, the question arises whether these principles can still be challenged or if they remain immutable. This article aims to explore the notion that these principles are not final and absolute. It will be shown that the differences among the scholars were based on their individual ijtihad, and wherever an imam or a muhaddith held a different view, there were valid reasons for it. This understanding will help us recognize that the principles of hadith have become stronger due to the various rules and conditions set by different scholars. Furthermore, it will highlight the dedication and effort of the muhaddithin in preserving and conveying the teachings of the Prophet (peace be upon him) to the Muslim ummah.

KeyWords: *ProphetMuhammad, ijtihad, principles of hadith, muhaddith, Muslim ummah.*

تعارف:

قران کریم کے بعد دوسری اساس اور بنیاد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کے الفاظ کو صحیح سمجھنا اور آپ علیہ الصلوۃ والسلام کے فرامین کے معانی کو بھی صحیح سمجھنا امت کے ہر فرد کی ذمہ داری ہے جیسے کسی بھی علم اور فن کو سمجھنے کے لیے اس کے متعلقہ شرائط قواعد اور ضوابط کا ہونا ضروری ہے اسی طرح حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے ارشادات کو احادیث طیبہ کو سمجھنے کے لیے محدثین نے کچھ اصول و ضوابط مقرر کیے ہیں کچھ قواعد شرائط مقرر کی ہیں اور کچھ علوم محدثین نے مقرر کیے ہیں ان علوم کو احادیث طیبہ کے سمجھنے میں معاون اور مددگار سمجھا گیا ہے ان اصول کو محدثین کی اصطلاح میں اصول حدیث کہا جاتا ہے اور اس فن کو علم اصول حدیث کہا جاتا ہے یہ جو اصول محدثین نے مقرر کیے ہیں کیا یہ اصول لازمی اور حتمی ہیں یا کہ ان میں کوئی اختلاف کی گنجائش رہی ہے اور کیا ان اصول میں محدثین کاآ پس میں اختلاف ہوا ہے یا نہیں محدثین کرام کی پوری کوشش رہی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحیح ارشادات صحیح معنی کے ساتھ امت تک پہنچائے جائیں اسی لیے انہوں نے بہت باریک باریک باتوں کو بھی موضوع بحث بنایا ہے اور بہت باریک باریک قواعد اور اصول بھی مقرر کیے ہیں، لیکن چونکہ ان محدثین میں سے ہر ایک اپنی عقل وفراست اور اجتہاد کی روشنی میں ایک مؤقف اور ایک رائے رکھتے ہیں اور یہ بھی ایک بدیہی بات ہے مختلف لوگوں کا اگر زاویہ اجتہاد و عقل مختلف ہے تو اس کی وجہ سے وہ جس نتیجے پر پہنچیں گے وہ بھی لازمی طور پر مختلف ہوگا اسی لئے محدثین میں اس طرح کا اختلاف واقع ہوا ہے اور یہ کوئی غیر معمولی بات نہیں ہے، اس مضمون ہی کو ثابت کرنے کے لئے یہ کاوش کی جارہی ہے کہ کیا ان اصولوں کو ہم سو فیصد یقینی اور حتمی مانیں

یا ان میں اختلاف کی وجہ سے حتمی نہ قرار دیں یہی مراد ہے کہ محدثین کے اصول حدیث کی اطلاقی حیثیت سے۔

بنیادی سوالات

موضوع تحقیق کے بنیادی سوالات یہ ہیں۔

۱۔ محدثین کے اصولوں میں اختلاف کی گنجائش تھی اور ائمہ کا اختلاف ہوا یا نہیں؟ کیا ان میں ترمیم کی اجازت ہے؟

۲۔ محدثین کے اس ختلاف کی وجہ سے کیا یہ اصول کمزور اور نا قابل اعتماد نہیں ہوں گے؟

محدثین کا میدان عمل

حضور ﷺ نے جس وقت حج کا خطبہ ارشاد فریاما جس میں تقریبا سوا لاکھ کم و بیش صحابہ تھے ان کے سامنے جہاں اور نصیحتیں ارشاد فرمائیں وہیں یہ بھی فرمایا کہ فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ، فَرُبَّ مُبَلَّغٍ أَوْعَى مِنْ سَامِعٍ(۱)

یعنی اسوقت جو یہاں میدان عرفات میں موجود ہیں ان کی ذمہ داری ہے کہ میری ان ہدایات کو جو ابھی تک نہیں آئے ان تک ان کو پہنچانا تمہاری ذمہ داری ہے چنانچہ امت نے ان بہترین لوگوں (حضرات صحابہ کرام) نے کس عمدہ انداز میں آپ ﷺ کے ارشادات کو امت تک پہنچایا اس کی نظیر نہیں ملتی کہ ایک مختصر سے عرصے میں یہ ہدایات نہ صرف اپنے عمل میں لائیں بلکہ پوری کی پوری امت کو سیراب کیا اور چند ہی سال میں اسلام کا جھنڈا آدھی دنیا میں لہرایا، تقریبا تین سال بعد خلیفہ دوم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں دنیا کی سپر طاقتیں قیصر و کسری فتح ہوتی ہیں اور ان پر اسلام کا پرچم لہرایا جاتا ہے اور مسلمانوں کی تعداد لاکھوں سے نکل کروڑوں تک پہنچ جاتی ہے اور انہی ہدایات اور تعلیمات سے وہ فیضیاب ہوتے ہیں اور آپ ﷺ کی ان تعلیمات اور ارشادات کو اقتدار کے ذریعے بھی قانونی حیثیت سے لوگوں تک پہنچایا اور اس کا حق ادا کیا، اس چنی ہوئی جماعت نے اپنے عمل، قول اور اقتدار غرض ہر طریقے سے آپ ﷺ کی ہدایات کو امت تک پہنچایا۔ اسی طرح آپ ﷺ نے فرمایا۔

نَضَّرَ اللّٰهُ امْرَأً سَمِعَ مِنَّا شَيْئًا فَبَلَّغَهُ كَمَا سَمِعَ فَرُبَّ مُبَلِّغٍ أَوْعَى مِنْ سَامِعٍ(۱)

ترجمہ: کہ اللہ تعالی اس شخص کو سرسبز و شاداب رکھے جو ہم سے کوئی بات سنے اور اس کو اسی طرح آگے پہنچادے جیسے اس نے سنی چنانچہ کئی مرتبہ جس کو بات پہنچائی جارہی وہ سننے والے سے زیادہ بات کو محفوظ کرنے والا ہوتا ہے۔

ان ارشادات اور ان جیسے اور دسیوں ارشادات پر عمل کرتے ہوئے علماء کرام کی دو جماعتیں احادیث مبارکہ کی خدمت کے حوالے سے میدان میں آتی ہیں اور آگے چل کر یہ مستقل دو گروہ اور دو طبقوں کی شکل اختیار کر گئیں اور ہر ایک کے اپنے اپنے اصول و قواعد مقرر کیئے۔

ایک جماعت جس نے آپ ﷺ کے ارشادات کے الفاظ کو سند اور متن کو سمجھا اور سمجھایا یعنی مکمل الفاظ کی نگرانی کی اور الفاظ کے لئے قواعد واصول شرائط مقرر کیں اور علم روایت الحدیث پے کام کیا ان کو محدثین کہا جاتا ہے اور ان کے اصول وضوابط کو اصول الحدیث کہا جاتا ہے۔

دوسری جماعت نے آپ ﷺ کے ارشادات کے معانی کو سمجھا اور سمجھایا اور مسائل کا استنباط کیا اور اس کے لئے انہوں نے اصول و قواعد مقرر کیے ہیں اور علم درایۃ الحدیث پر کام کیا ان کو فقہاء کہا جاتا ہے اور ان کے اصول وضوابط کو اصول الفقہ کہا جاتا ہے۔

- علم روایت الحدیث محدثین کا میدان عمل ہے۔
- علم درایت الحدیث فقہاء کا میدان عمل ہے۔

ہماری بحث چونکہ اصول حدیث کے حوالے سے ہے اس لئے ہم یہاں محدثین کے اصولوں ہی کی بات کریں گے۔

محدثین کے مقرر کردہ اصولوں کی بنیاد

احادیث مبارکہ کے لئے تمام تر وضع کردہ محدثین کے اصولوں کی اصل بنیاد ان محدثین کی اپنی عقل و سمجھ اور اپنی دانش تھی اور ان محدثین کا اپنا اجتہاد تھا جس محدث نے اپنی فہم کی روشنی میں جو کچھ سمجھا اور یقینا صحیح سمجھا اسے قاعدہ اور اصول قرار دیا اور ظاہر ہے ان میں آراء کا مختلف ہونا ایک لازمی امر ہے اور اسی لئے ہم ان اصولوں کو آخری اور حتمی اور ناقابل ترمیم نہیں کہہ سکتے اس لئے کہ ہر محدث کے جو اصول وضع کئے وہ اپنی فہم و عقل کی روشنی میں کئے ہیں وہ ان سے خطا کا صدور ممکن ہے یا تعبیر کا مختلف ہونا اور طرز استدلال کا مختلف ہونا بالکل ممکن ہے اور اسی امکان کی وجہ سے اگر دس محدث کسی حدیث کو لیکر تحقیق کریں گے تو لازمی طور پر نتیجے میں اختلاف ہوگا سب کا ایک ہی نتیجے پر متفق ہونا ایک اجنبی بات ہوگی اور یہی امکان نہ صرف یہ کہ امکان ہی کی حد تک بلکہ یہ فی الوقع پایا بھی گیا ہے جیسا کہ ہم حسی طور پر بھی اسے سمجھ سکتے ہیں اور آئندہ مثالوں سے یہ بات واضح ہوگی، لہٰذا ان اصولوں کو حتمی اور لازمی اور ناقابل ترمیم کہنا بہر حال درست معلوم نہیں ہو رہا ہے بلکہ اختلاف ہوگا بھی اور واقعتاً ہوا بھی ہے اور اس کی کئی مثالیں ہمارے سامنے اصول حدیث کی روشنی میں موجود ہیں جس میں کچھ یہ ہیں۔

خبر کی تقسیم

محدثین نے خبر (حدیث یا اثر) کی تقسیم کرتے ہوئے مختلف قسمیں بیان کی ہیں۔ [۳] امام شافعی رحمہ اللہ نے خبر کی دو قسمیں بیان کی ہیں :

۱۔ خبر متواتر ۲۔ خبر واحد

اور پھر خبر واحد کی تین قسمیں ہیں :

۱۔ مشہور ۲۔ عزیز ۳۔ غریب

اور احناف کے نزدیک خبر کی اولا تین قسمیں ہیں :

۱۔ خبر متواتر ۲۔ خبر مشہور ۳۔ خبر واحد

گویا کہ امام شافعی رحمہ اللہ یا دیگر محدثین کے نزدیک خبر مشہور خبر واحد کی قسم ہے جبکہ احناف کے نزدیک خبر مشہور خبر کی قسم ہے خبر واحد کی نہیں اسی طرح پھر مشہور کی تعریف میں اختلاف کہ امام شافعی رحمہ اللہ اور دیگر محدثین کے نزدیک مشہور کی تعریف یہ ہوگی کہ خبر مشہور وہ حدیث ہے جس کے راوی ہر طبقے میں دو سے زیادہ ہوں لیکن تواتر کی حد سے کم ہوں [۴]

احناف کے نزدیک خبر مشہور کی تعریف یہ ہوگی کہ

خبر مشہور وہ حدیث ہے کہ جو اصلاً آحاد لیکن قرن ثانی وثالث میں اس کو نقل کرنے والے اس کثیر تعداد میں کہ جن کا جھوٹ پر متفق ہونا عقل سلیم محال سمجھے یعنی صحابہ کے عہد میں خبر واحد ہو اور تابعین اور تبع تابعین میں وہ مشہور ہو چکی ہو اس

کے بعد شہرت کا اعتبار نہیں ہے (۵) اسی طرح پھر اس کے حکم میں بھی اختلاف پایا گیا۔

محدثین کے نزدیک خبر واحد کی طرح ہے یعنی علم ظنی کا فائدہ دیتا ہے اس میں اگر صحت کی یا حسن کی شرائط پائی جائیں تو اس اعتبار سے مراتب ہوں گے۔(۶) اور ائمہ احناف کی نزدیک علم طمانینت کا فائدہ ہوتا ہے یعنی دل سے اس کی صحت کا یقین ہوتا ہے البتہ اس کی صحت کا یقین نہیں ہے۔ بعض احناف جیسے امام ابو بکر جصاص رازی اور ایک جماعت کا کہنا ہے کہ مشہور خبر متواتر کی طرح علم یقینی اور استدلالی کا فائدہ دیتا ہے۔ (۷)

اس طرح محدثین اور احناف کے نزدیک خبر مشہور میں دو طرح کے فرق پائے جارہے ہیں۔

۱۔ محدثین کے نزدیک ہر طبقے میں دو سے کم نہ ہو حتی کہ صحابہ کرام کے عہد میں بھی تین سے کم نہ ہونا شرط ہے اور احناف کے نزدیک یہ عہد صحابہ میں کم ہو سکتے ہیں۔

۲۔ احناف کے نزدیک قرن ثانی اور ثالث (تابعین اور تبع تابعین کے زمانے) میں مشہور ہونا ضروری ہے بعد کی شہرت کا اعتبار نہیں ہے جبکہ محدثین کے نزدیک عہد صحابہ میں بھی شہرت یعنی تین سے کم نہ ہونا ضروری ہے۔(۸)

اس مثال سے ہمیں یہ بات ملتی ہے کہ محدثین کی اصول میں اختلاف کی گنجائش اور واقعتاً اختلاف کیا گیا۔ایک اور مثال

حدیث شاذ کے متعلق اختلاف:

۱۔ امام شافعی رحمہ اللہ شاذ کی تعریف کرتے ہیں کہ شاذ وہ روایت جس میں ثقہ راوی مخالفت کرے۔

۲۔ دوسرا قول امام ابو یعلی کا ہے کہ شاذ وہ روایت کہ جس کی سند ایک ہو چاہے راوی ثقہ ہو یا غیر ثقہ ،اگر غیر ثقہ ہوگا تو وہ حدیث متروک ہوگی۔

۳۔ تیسرا قول امام حاکم کا ہے کہ شاذ وہ روایت ہے کہ جس کو نقل کرنے میں ثقہ راوی متفرد ہو اور اس کا کوئی شاہد یا تابع موجود نہ ہو

۴۔ احناف کے ہاں شاذ وہ خبر واحد ہے جس میں مخالفت پائی جائے ،اب مخالفت عام ہے چاہے قرآن کریم کی مخالفت ہو یا سنت متواترہ کی یا قواعد معلومہ کی یا مقاصد شرعیہ کی یا عمل الناس (صحابہ ،تابعین و تبع تابعین) کی یا عموم بلوی کی یہ سب احناف کے نزدیک شاذ میں داخل ہیں۔

علامہ عبدالمجید ترکمانی نے اپنی کتاب میں احناف کے مؤقف کو ایسے ہی ذکر کیا ہے فرمایا:

اخبار الأحاد المخالفة لقواعد الشرعية واصول المجتمعة بعد استقراء التام لا تقبل ،ويعد الخبر الواحد المخالف شاذا ،والامام الطحاوی رحمه الله يراعی هذا الاصل فی شرح معانی الاثار (۹)

کہ امام طحاوی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب میں شرح معانی الاثار میں اسی قاعدے کی رعایت رکھی ہے کہ جو خبر واحد قواعد شرعیہ ،اصول معلومہ کے مخالف ہو وہ شاذ ہوگی اور اسے قابل قبول نہیں سمجھا جائے گا۔

اس مثال سے بھی یہی بات واضح ہوتی ہے کہ اس اصول اور قواعد میں محدثین کا اختلاف پایا گیا اور مختلف آراء موجود ہیں جس سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ محدثین کے اصول حتمی نہیں ہیں ان میں اختلاف اور ترمیم کی گنجائش ہے۔

اختلاف کی وجہ سے ناقابل اعتماد ہونا

اختلاف عام طور پر کسی شئی کو ضعیف اور نا قابل اعتماد بناتا ہے اس لیے جس امر اختلاف واقع ہو جائے تو یہ اس میں تضاد اور تناقص کی جانب اشارہ ہوتا ہے۔ لیکن یہ ضروری نہیں ہر مرتبہ یا ہر امر میں اختلاف کی یہی شان ہو تو اب اصول حدیث کے باب میں جہاں ہمیں اختلاف کئی نوعیت کا مل رہا ہے کیا یہ بھی موجب ضعف ہوگا یا نہیں ؟ تو یاد رکھنا چاہیے کہ یہاں ان اصولوں میں جو محدثین کا اختلاف ہوا ہے وہ درحقیقت اسی لئے ہوا کہ ان اصولوں کو اور محکم بنایا جائے اور ان میں موجود غیر محتاط اصول یا شرائط کو ختم کیا جائے اور ایسی ایک شرط جو کسی امام نے ذکر نہیں کی اور دیگر ائمہ نے ان شرائط کو ذکر کر کے ان اصولوں کو اور محکم کیا ہے جیسے شاذہی کے بارے میں گذشتہ سطور میں لکھا گیا، اور احناف کا مخالفت کے دائرے کو وسیع کرنے کی وجہ بھی یہی ہے کہ اس کو اور مضبوط بنایا جائے چنانچہ اب احناف کے نزدیک خبر واحد میں جو جو بھی قرآن کریم کے ساتھ ساتھ سنتِ مشہورہ یا مقاصد شرعیہ یا عملُ الناس یا عموم بلوی کے بھی خلاف ہوا سے قبول نہیں کیا جائے گا۔

یا جیسے مثلا خبر واحد کے حجت ہونے میں اختلاف ہے۔ بعض اسے حجت سمجھتے اور بعض نہیں سمجھتے ہیں تو ظاہر ہے یہ اصولی بحث اس باب میں کمزوری نہیں بلکہ قوت پیدا کررہی ہے کہ ہر ایک واضح دلائل کی صورت میں اپنے مؤقف کو بیان کررہاہے جب دلائل نقلیہ اور عقلیہ کے ذریعے یہ بات متعین ہوگئی کہ یہ قابل حجت ہے یا یہ قابل حجت نہیں ہے تو اس اختلافی بحث نے اس باب کو اور قوت والا بنا دیا۔

خبر واحد کے ذریعے تعمیم میں تخصیص

احناف کے نزدیک کوئی عام حکم اگر خبر متواتر سے یا قرآن کریم سے ثابت ہے تو خبر واحد کے ساتھ اس میں تخصیص جائز نہیں ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ نے نزدیک جائز ہے اس کی مثال جیسے حدیث مبارکہ میں ہے کہ

لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ[10]

یعنی جس نے سورہ فاتحہ نہیں پڑھی اس کی نماز نہیں ہوگی۔

امام شافعی رحمہ اللہ کے ہاں یہ حدیث نماز میں سورہ فاتحہ کے فرض ہونے کی دلیل ہے۔

جبکہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں چونکہ یہ خبر واحد ہے اور یہ خبر واحد قرآن کریم کی کسی آیت کی عموم کو خاص نہیں کر سکتی، قرات کے بارے میں قرآن کریم میں حکم عام ہے کہ

فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ط[11]

قرآن کریم میں سے جہان سے آسان ہو (نماز میں) پڑھو۔

یہ حکم قرآن کریم کا ہے اور یہ عام ہے اگر کسی نے تین آیتیں پڑھ لیں یا ایک بڑی آیت پڑھ لی تو عموم پر عمل ہو گیا اب وہ چاہے سورہ فاتحہ ہو غیر فاتحہ، ایسا نہیں ہو سکتا کہ کسی بھی خبر واحد کے ذریعے اس میں کوئی تخصیص نہیں کی جائے اور اس حکم سورہ فاتحہ کے ساتھ خاص کر دیں ہم فرض اس حکم کو مانے گے جو قرآن کریم میں آیا ہے اور جو حدیث مبارکہ میں آیا ہے اسے اس حکم قرآنی کے لئے معاون بنائیں گے اور تطبیق دیں گے اور اگر تطبیق ممکن نہ وہ تو خبر واحد کو ترک کریں اور متواتر یا قرآنی آیت پر عمل کریں گے، لہذا ہمارے نزدیک خبر واحد عموم میں خصوص پیدا نہیں کر سکتی۔

اسی طرح احناف کے نزدیک خبر کے مقبول ہونے کے لیے جہاں اور کئی شرائط ہیں وہیں وہیں ایک خصوصی شرط یہ بھی ہے کہ روایت کرنے والا راوی معروف ہو، یعنی ایسا راوی جس فقہاء جانتے ہوں اور اس کے حالات مخفی نہ ہوں اگر ایسا نہیں

ہے تو اس کی روایت کو مقبول اور قابل عمل نہیں سمجھا جائے گا۔

مالکیہ کے نزدیک خبر کے مقبول ہونے کے لیے ایک اور اضافی شرط ہے کہ وہ روایت ایسی ہو کہ وہ مدینہ والوں کے عمل کے خلاف نہ ہو جیسے ان کے نزدیک ایک حدیث ہے کہ

الْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا[11]

کہ جب تک بائع اور مشتری مجلس سے اٹھے نہیں اور جدا نہیں ہوئے اس وقت تک دونوں کو بیع ختم کرنے کا اختیار ہے۔ اس حدیث کو مالکیہ قابل عمل نہیں سمجھتے ہیں وجہ یہ ہے یہ حدیث اہل مدینہ کے عمل کے خلاف ہے۔

شافعیہ خبر میں ایک اضافی شرط یہ لگاتے ہیں کہ وہ حدیث مرسل نہ ہو یعنی سند حذف نہ ہو اگر مرسل ہوئی تو دیکھا جائے گا کہ یہ ارسال کس نے کیا ہے اگر تو صحابہ یا کبار تابعین کا ہو جیسے سعید ابن المسیب اور حسن بصری رحمہما اللہ تو ان کا ارسال قبول کیا جائے گا اور وہ روایت قابل عمل ہو گی اور اگر ان علاوہ بعد والے لوگوں کا ارسال ہو تو ان کا ارسال نا قابل قبول ہے اور وہ روایت نا قابل عمل ہو گی۔

ابن حزم رحمہ اللہ بھی یہی فرماتے ہیں یعنی وہ بھی یہ شرط لگاتے ہیں کہ وہی حدیث قابل عمل اور مقبول ہو گی جو مرسل نہ ہو اور وہ پھر اس استثناء کے قائل نہیں ہیں۔

اسی طرح احناف خاص طور پر فقہ کی روشنی میں بھی بعض حدیث کے لیے اصول مقرر فرماتے ہیں جو دیگر محدثین کے ہا ں نہیں ہیں۔

مثلاً اگر راوی اپنی روایت کے خود ہی خلاف کرتا تو وہ روایت نا قابل استدلال ہو گی، جیسے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ کی روایت ہے۔

قَالَ: "رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ فِي الصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يَكُونَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ، وَكَانَ يَفْعَلُ ذَٰلِكَ حِينَ يُكَبِّرُ لِلرُّكُوعِ، وَيَفْعَلُ ذَٰلِكَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ وَيَقُولُ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، وَلَا يَفْعَلُ ذَٰلِكَ فِي السُّجُودِ[12]

کہ آپ ﷺ رکوع جاتے ہوئے اور رکوع سے اٹھتے ہوئے رفع یدین کرتے تھے لیکن عبداللہ بن عمرؓ کے شاگرد حضرت مجاہدؒ یہ فرماتے ہیں کہ میں بیس سال سفر و حضر میں ان کے ساتھ رہا میں نے نہیں دیکھا کے وہ تکبیر تحریمہ کے سوا رفع یدین فرماتے ہوں۔

اب ان تمام اختلافی مباحث میں غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ محدثین نے جتنی بھی شرائط مقرر کیں ہیں وہ در حقیقت آپ ﷺ کے ارشادات کو مستحکم بنانے کے لئے مقرر کیں ہیں اور ان مختلف قسم کی شرائط کے ساتھ احادیث کی حیثیت کو اور قطعی اور یقینی بنایا گیا ہے، غرض یہ کہ اصولوں میں اختلاف کی وجہ سے احادیث کی بنیاد میں کوئی ضعف نہیں پیدا ہو رہا ہے بلکہ یہ باعث قوت ہے۔

نتائج البحث

اس تحقیق سے مندرجہ ذیل نتائج سامنے آتے ہیں:

۱۔ محدثین کے احادیث مبارکہ کے لئے وضع کردہ اصول حتمی اور حرف آخر نہیں ہیں۔

۲۔ کسی بھی محدث کا اصول مقرر کرنے میں بنیادی دخل اس کی عقل اور اس کے اجتہاد کا ہے۔
۳۔ محدثین کے اصولوں میں لازمی اور بدیہی طور پر اختلاف ہوگا۔
۴۔ اس اختلاف کہ وجہ سے کسی بھی محدث پر طعن جائز نہیں ہے ۔
۵۔ احادیث مبارکہ کی سمجھ میں صحیح عقل وشعور کا اہم کردار ہے۔
۶۔ آج کے زمانے میں کوئی محض سطحی نظر اور کوتاہ عقل رکھنے والا اور اپنی خواہشات پر چلنے والا ہر گز محدثین سے اختلاف نہیں رکھ سکتا۔
۷۔ محدثین کا باہمی شرائط وغیرہ میں اختلاف یہ احادیث کے اصولوں کی حیثیت کو کمزور نہیں کرتا۔
۸۔ بعض مواقع میں اختلافی مباحث اس اصولوں کی حیثیت کو اور محتاط اور محکم بناتا ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات (References)

(1) بخاری، محمد بن اسماعیل (م۲۵۶ھ) صحیح البخاری، ناشر:پاکستان، کراچی، الطاف اینڈ سنز، طبع اول۱۴۲۹-۲۰۰۸، کتاب الحج، باب الخطبة ایام منی، ج،۱، ص:۴۶۸، رقم الحدیث:۱۷۴۱

(2) ترمذی، محمد بن عیسی، جامع الترمذی (م۲۷۹ھ)، ناشر: پاکستان، لاہور، مکتبہ رحمانیہ، ابواب العلم، باب ماجاء فی الحث علی تبلیغ السماع، ج:۲، ص:۵۵۱

(3) لاجپوری، مولانا عبداللہ، حدیث کے اصول ومصطلحات منہج حنفی کی روشنی میں، ناشر: انڈیا، گجرات، مکتبہ ابو بکر ربیع بن صبیح البصر، طباعت:۱۴۳۹ بمطابق ۲۰۱۸، ص:۶۱

(4) لاجپوری، مولانا عبداللہ، حدیث کے اصول ومصطلحات منہج حنفی کی روشنی میں، ناشر: انڈیا، گجرات، مکتبہ ابو بکر ربیع بن صبیح البصری، طباعت:۱۴۳۹ بمطابق ۲۰۱۸، ص: ۶۹

(5) لاجپوری، مولانا عبداللہ، حدیث کے اصول ومصطلحات منہج حنفی کی روشنی میں، ناشر: انڈیا، گجرات، مکتبہ ابو بکر ربیع بن صبیح البصری، طباعت: ۱۴۳۹ بمطابق ۲۰۱۸، ص:۶۳

(6) لاجپوری، مولانا عبداللہ، حدیث کے اصول ومصطلحات منہج حنفی کی روشنی میں، ناشر: انڈیا، گجرات، مکتبہ ابو بکر ربیع بن صبیح البصری، طباعت:۱۴۳۹ بمطابق ۲۰۱۸، ص:۶۹

(7) لاجپوری، مولانا عبداللہ، حدیث کے اصول ومصطلحات منہج حنفی کی روشنی میں، ناشر: انڈیا، گجرات، مکتبہ ابو بکر ربیع بن صبیح

البصری، طباعت: ۱۴۳۹ بمطابق ۲۰۱۸، ص: ۶۴

(8) لاجپوری، مولانا عبداللہ، حدیث کے اصول و مصطلحات منہج حنفی کی روشنی میں، ناشر: انڈیا، گجرات، مکتبہ ابو بکر ربیع بن صبیح البصری، طباعت: ۱۴۳۹ بمطابق ۲۰۱۸، ص: ۶۹

(9) الترکمانی، عبدالمجید، دراسات فی اصول الحدیث علی منہج الحنفیہ، ناشر: پاکستان، کراچی، مکتبۃ السعادہ، طباعت: الطبعۃ الاولی، ۱۴۳۰ بمطابق ۲۰۰۹، ص: ۳۷

(10) بخاری، محمد بن اسماعیل (م ۲۵۶ھ) صحیح البخاری، ناشر: پاکستان، کراچی، الطاف اینڈ سنز، طبع اول ۱۴۲۹-۲۰۰۸، کتاب الصلاۃ، باب وجوب القرآۃ للامام والماموم، ج ۱، ص: ۲۰۹ رقم الحدیث: ۷۵۶

(11) سورہ مزمل سورۃ نمبر ۷۳ آیت نمبر ۲۰

(12) بخاری، محمد بن اسماعیل (م ۲۵۶ھ) صحیح البخاری، ناشر: پاکستان، کراچی، الطاف اینڈ سنز، طبع اول ۱۴۲۹-۲۰۰۸، کتاب البیوع، باب البیعان بالخیار مالم یتفرقا، ج ۱، ص: ۵۶۱، رقم الحدیث: ۲۱۱۰

(13) بخاری، محمد بن اسماعیل (م ۲۵۶ھ) صحیح البخاری، ناشر: پاکستان، کراچی، الطاف اینڈ سنز، طبع اول ۱۴۲۹-۲۰۰۸، کتاب الصلاۃ، باب رفع الیدین اذا کبر واذا رکع واذا رفع، ج ۱، ص: ۳۰۴، رقم الحدیث: ۷۳۶